# خطبہ جمعہ

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ کے جتنے رستے بتائے تھے ان سب پرہم آج خدا کے فضل سے علم پیرا ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے عظیم الشان نتیجے انشاء اللہ ظاہرہونگے

**ہم تو وہی چراغ لے کر آگے بڑھ رہے ہیں جو چراغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ہاتھوں میں تھمایا تھا**

**اللہ کرے کہ جہاں ایک کروڑ احمدی پچھلے سال عطا ہوئے تھے وہاں امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوکروڑ احمدی عطا ہوں**

(احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے تبلیغ کی طرف خصوصی توجہ کے لئے تاکیدی نصائح)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۴؍ جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴؍ صلح ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ . وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَاالَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ . وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا . وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾۔

(سورۃ حم سجدہ آیت ۳۴ تا ۳۶)

بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ میں یقیناً کامل فرمانبر داروں میں سے ہوں۔ نہ اچھائی برائی کے برابر ہو سکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے، ایسی چیز سے دفاع کر جو بہترین ہو تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک مددگار جانثار دوست بن جائے گا اور یہ مقام عطا نہیں کیا جاتا مگر ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا اور یہ مقام عطا نہیں کیا جاتا مگر اسے جو بڑے نصیب والا ہو۔

ان آیات کی تلاوت سے یہ تو ظاہر ہو چکا ہو گا کہ میں اس خطبے میں تبلیغ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ رمضان کے دن گزر گئے اور رمضان بہت سی نیکیاں پیچھے چھوڑ گیا مگر ایک یاددہانی کروا گیا ہے کہ اب باہر نکلو اور میدان جہاد یعنی روحانی جہاد میں کثرت سے حصہ لو۔ جہاں اعتکاف کے دن بھی گزر گئے ہیں اب بیٹھ رہنے کے دن نہیں بلکہ باہر نکلنے کے دن ہیں اور امسال جو پروگرام ہے جماعت کا وہ بہت بڑا ہے، بہت عظیم پروگرام ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ پچھلے سال سے بھی دگنے احمدی ہو جائیں گے اس سال۔ تو یہ امید لگائے میں نے یہ مضمون خطبے کا چنا ہے کہ آپ کو توجہ دلاؤں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اگلے سال کے لئے اب بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھیں اور ہر میدان کو فتح کریں جس کا سہرا خدا نے آپ کے نام لکھ رکھا ہے۔ یہ عظیم الشان واقعات ہیں جو جب سے دنیا بنی ہے پہلے کبھی اس طرح رونما نہیں ہوئے۔ نہ عیسائی مذہب میں، نہ کسی اور مذہب میں۔ کبھی بھی ایک سال میں ایک کروڑ کے قریب کامیابیاں نصیب نہیں ہوئیں اور اگلے سال پھر اس سے دگنے کی توقع لئے بیٹھے ہیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ جب تک خدا کا خاص فضل نہ ہو پوری ہو ہی نہیں سکتی، بندے کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے میں نے آج کا خطبہ اسی موضوع پر چنا ہے کہ **آگے بڑھو اور دلیرانہ سارے ایسے معرکے سرکرو جوآپ کے مقدر میں حقیقتاً لکھے جاچکے ہیں۔**

اس سلسلہ میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بخاری کتاب التفسیر میں ہے ابن عباس نے آیت اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَن کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ غصہ کے وقت صبر کرنا اور تکلیف پہنچنے پر معاف کرنا۔ پس جب لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت فرمائے گا اور اُن کے دشمن کو اُن کے آگے جھکا دے گا۔ یہ تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بیان فرمودہ ہے اور بہت گہری تفسیر ہے۔ جب انسان میدان میں نکلتا ہے تو بہت سی غصہ دلانے والی باتیں سامنے آتی ہیں۔ بہت لوگ گالیاں دیتے ہیں اور انتہائی بدتمیزی کا سلوک کرتے ہیں اور داعیان الی اللہ کے لئے یہ فرض ہے کہ وہ صبر سے کام لیں، مسکرا کر ان باتوں کو ٹال دیں یا بددعائیں سنیں تو دعائیں دینی شروع کر دیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو عظیم تبدیلیاں پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ سب دنیا کے احمدیوں کو جو تبلیغ کے میدان میں اب نکلنے والے ہیں اور آئندہ سال کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں اب رمضان کے بعد اور ان تیاریوں میں ہم نے ہر قدم آگے بڑھانا ہے اس پہلو سے میں آپ کو یہ نصیحت کر رہا ہوں کہ صبر بہت ضروری ہے۔

اور تکلیف پہنچنے پر معاف کرنا، گالیاں سن کے صبر اور بات ہے۔ کوئی دکھ پہنچا دے، کوئی مار بیٹھے، کوئی تھپڑ مار دیتا ہے خدا کی راہ میں اس وقت برداشت کرنا اور اپنے غصہ کو آپے سے نہ نکلنے دینا، یہ دونوں چیزیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تاکیداً فرمائی ہیں کہ اگر وہ لوگ ایسا کریں گے جن کا ذکر ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان کے دشمن کو ان کے آگے جھکا دے گا۔ یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی اور اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ سے سلوک فرمایا۔

یہ بھی بخاری کتاب التفسیر سے حدیث لی گئی ہے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْن نازل فرمائی تو آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے قریش کے گروہ اپنی جانوں کا سودا کرو، مَیں اللہ کے بالمقابل تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ اے بنی عبد مناف مَیں اللہ کے مقابل پر تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب مَیں اللہ کے مقابل پر تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ اے اللہ کے رسول کی چچی صفیہ، مَیں اللہ کے مقابل پر تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ اور اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ) میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگو تاہم مَیں اللہ کے مقابل پر تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔

یہ انذار کا معاملہ ہے اور اس حدیث کو اس لئے چنا گیا ہے کہ بہت سے ایسے احمدی ہیں جن کے رشتہ دار غیر احمدی ہیں اور بارہا یہ تحریک پہلے بھی کی جاچکی ہے۔ اس خیال سے کہ لوگ ناراض ہو کر بھاگ نہ جائیں لوگ عموماً رشتے داروں کو تبلیغ کرنے سے گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ دستور نہیں تھا۔ آپؐ نے تو قطعاً کسی کے گھبرانے، کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہیں فرمائی اور رشتے داروں کو بے دھڑک تبلیغ فرمائی ہے۔ اور اگر یہ نہ فرماتے تو تبلیغ کا آپ کا جو فریضہ تھا وہ پورا ہی نہ ہوتا۔ پس اس فریضے کو آگے بڑھائیں اور اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور اقرباء کو بے دھڑک تبلیغ کریں۔ اللہ تعالیٰ آخر کبھی تو ان کے دل پھیر دے گا اور انشاءاللہ وہ اس طرف مائل ہونگے۔ پاکستان میں تو حالات مختلف ہیں مگر افریقہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کا بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ لوگ اپنے عزیزوں اور اقرباء کو تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ پھر آگے اپنے عزیزوں اور اقرباء کو تبلیغ کرتے ہیں اسی طرح یہ دن بہ دن، سال بہ سال دگنے ہونے کا جو عمل ہے یہ جاری رہتا ہے۔

ایک حدیث حضرت انس بن مالکؓ کی ہے۔ مسند امام الاعظم کتاب الادب سے لی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ جو قرآن کریم

کی آیت آپ کے سامنے پڑھی گئی ہے اس میں یہ ہے کہ بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے حالانکہ عمل کرنے والا پہلے ہو پھر نیک باتوں کا بتانے والا ہوتا ہے پس اس حدیث کو اخذ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حدیثوں پر اگر غور کرو تو ان کی صحت خود اپنی زبان بولتی ہے۔ حضرت امام اعظم کی مسند بڑی بات ہے، بڑی چیز ہے مگر قرآن کریم کے مقابل پر اس کی حیثیت کوئی نہیں ہے۔ قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو پہلے عمل کرے پھر نیک باتوں کی طرف بلائے۔ تو اس بات کو نہ بھولیں کہ آپ نے عمل پہلے کرنا ہے پھر نیکیوں کی طرف بلانا ہے۔

مسلم کتاب العلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث درج ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں کچھ بھی کم نہیں ہوتا اور جو شخص کسی گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اس کی برائی کرنے والے کا ہوتا ہے اور اس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔(مسلم كتاب العلم باب من سن حسنة أو سيئة)

یہ حدیث خاص طور پر اس لئے چنی ہے کہ **آپ نیک عمل کرنے کے بعد جب نیکیوں کی طرف بلائیں گے تو جتنے بھی آپ کی ہدایت کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہدایت پاتے چلے جائیں گے ان سب کی نیکیاں آپ کے نام لکھی جائیں گی۔ وہ آگے جو تبلیغ کریں گے نیک اعمال کے ساتھ اس کی بھی نیکیاں آپ کے نام لکھی جائیں گی۔ یہ لامتناہی نیکیوں کو بڑھانے کا ایک سلسلہ ہے جو داعی الی اللہ کو نصیب ہوا کرتا ہے۔ پس اس کام کو معمولی نہ سمجھیں اپنا سب کچھ اس راہ میں جھونک دیں اور اللہ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔** اور آپ اپنے عزیزوں، اقرباء کو بھی ڈرائیں اور غیروں کو بھی ڈرائیں لیکن اس نیت سے کہ وہ خوش خبریاں پائیں۔ ڈرانے کا ایک مقصد تو ڈراوا ہے، ایک مقصد ہے غلط رستوں سے بچانے کے لئے تبشیر کی خاطر ڈراوا۔ ان کو ڈرائیں اور یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اس پہلو سے اپنے اعزّہ کو ڈرایا تھا اور اس کا بدلہ بہت بڑا ہے۔ کہ اگر لوگ بری باتوں سے رکیں گے اور اچھے کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے داعی الی اللہ کو اس کی جزا ہمیشہ ملتی چلی جائے گی۔

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا بخدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ بن ابی طالب)۔ عربوں میں سرخ اونٹوں کی بہت قیمت ہوا کرتی تھی، بہت قدر ہوا کرتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لاکھوں کی ہدایت کا موجب بن گئے آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا اگر ایک کی ہدایت کا بھی تو موجب بن جائے تو اس کے بدلے میں بیشمار سرخ اونٹ اگر نصیب ہو جائیں تو ان کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جو جزا اللہ دیتا ہے وہ کسی کی ہدایت کا موجب بننے کی جزا بہت زیادہ ہوا کرتی ہے۔

حضرت انس کی مسند کتاب الجہاد میں یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں کے لئے آسانی مہیا کرو ان کے لئے مشکل پیدا نہ کرو۔ خوشخبری دو ان کو مایوس نہ کرو۔ تبلیغ کے سلسلہ میں آسانی مہیا کرنا بھی بہت معنے رکھتا ہے۔ ان کو اس رنگ میں نہیں بلانا چاہئے کہ ان کو احمدیت پر عمل کرنا بہت مشکل لگے، نیکیوں پر عمل کرنا بلکہ پیار اور محبت سے ان راہوں کو آسان کر کے دکھانا چاہئے۔ جب آپ راہوں کو آسان کر کے دکھائیں گے اور اپنی مثالیں پیش کریں گے کہ ہم نے بھی تو ان راہوں پر قدم مارا ہے دیکھو خدا تعالیٰ نے کتنے فضل فرمائے ہیں تو یہ آسانی سے راہوں کی طرف بلانے والی بات ہے۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس عظیم نصیحت کو بھی جماعت ہمیشہ یاد رکھے گی۔ خوشخبریاں دیں، ان سے کہیں کہ بہت اللہ تعالیٰ کی برکتیں آپ پر آنے والی ہیں اور ان کو مایوس نہ کریں۔

ترمذی ابوب الفتن میں یہ روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تو تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت عذاب سے دوچار کر دے۔ پھر تم دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔ پس نیکیوں کی طرف بلانا اور برائیوں سے روکنا یہ امّت مسلمہ کا شیوہ ہونا چاہئے۔ یہ ایسا شیوہ ہے کہ اگر اس کو ادا نہ کیا گیا تو پھر معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا، پھر بعد میں نیکیاں یا بعد میں پچھتاوے کسی کام نہیں آئیں گے۔

نیکیوں کی طرف بلانے میں علماء کا یہ خیال ہے یعنی وہ جاہل علماء جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث کی سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ زبردستی ڈنڈے کے زور سے نیکیوں پر بلاؤ حالانکہ یہ جہالت ہے۔ قرآن کریم تو اس کا انکار کرتا ہے۔ ڈنڈے کے زور سے نیکی داخل ہو ہی نہیں سکتی دل میں۔ ناممکن ہے۔ سورۂ ھود کی تلاوت کرو وہاں یہی مضمون بار بار بیان ہوا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس نیکی کی تلقین فرما رہے ہیں وہ نصیحت کے ذریعہ، بار بار کی نصیحت کے ذریعہ نیکیوں کو دلوں میں جاگزیں کرنے کی کوشش کرو اور اگر ایسا نہیں کرو گے اور قوم کی حالت بدلنے میں تم نے کوئی حصہ نہ لیا تو پھر سخت عذاب سے دوچار کر دئے جاؤ گے پھر تمہاری دعائیں تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی۔

حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسلم کتاب صفۃ القیامۃ میں یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ ہر جمعرات ہم میں وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ کو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر روز وعظ کیا کریں۔ ابن مسعود نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ تمہاری اکتاہٹ کا موجب بنوں۔ اس لئے وقفہ دے کر تم میں وعظ کرتا ہوں جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وقفہ وقفہ کے بعد وعظ فرمایا کرتے تھے اس خیال سے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

تبلیغ میں یہ گر بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک آدمی کے پیچھے پڑ جائیں اس طرح کہ وقت اور موقع اور محل دیکھ کر اس سے بات کیا کریں اور ہر روز ایک ہی رٹ نہ لگائے رکھیں کہ وہ اکتا کر آپ سے دور ہی ہٹ جائے۔ آپ کی دوستی کسی کام نہ آئے۔ اس لئے **موقع اور محل کی شناخت کرنا یہ داعی الی اللہ کا کام ہے**۔ اس لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ داعی الی اللہ کے ساتھ حکمت کو باندھتا ہے کہ جو بات کرو حکمت سے، غور سے کرو۔ مقصد یہ ہے کہ تمہارا شکار حاصل ہو جائے۔ اس کے لئے بھی لاکھ داؤ پیچ کرنے پڑتے ہیں۔ شکاری جانتے ہیں کہ کس طرح شکار کو پھنسانے کے لئے وہ ترکیبیں کرتے ہیں۔ پس وہ شکار تو اس لئے پھنسایا جاتا ہے کہ اسے مار دیا جائے آپ تو شکار وہ کر رہے ہیں جسے زندہ کرنا مقصود ہے۔ پس اس شکار میں بہت حکمت سے کام لیں اور ہمیشہ اس طرح بات کریں کہ اگلے شخص کے دل میں جاگزیں ہو۔

اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سیر سے واپسی پر حضرت اقدس نے نواب صاحب کو خطاب کر کے فرمایا "میں سنتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے اعزہ کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت سے متاثر ہو کر حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی بھی یہی عادت تھی کہ وہ اپنے اعزہ کو تبلیغ کیا کرتے تھے اور وہ کٹر شیعہ لوگ تھے ان میں تبلیغ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا مگر اعزہ کو ڈرانے کا جو حکم آتا ہے اس پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے بڑی بے جگری سے عمل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ بہت ہی عمدہ بات ہے ہر وقت انسان کو فکر کرنی چاہئے کہ جس طرح ممکن ہو عورتوں اور مردوں کو اس امر کی اطلاع کر دیوے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا شیخ اسی طرح سوال کیا جائے گا جیسے کسی قوم کا نبی۔ غرض جو موقع مل سکے اسے کھونا نہیں چاہئے۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کا حکم ہوا تو آپ نے نام بنام سب کو خدا کا پیغام پہنچایا۔ ایسے ہی میں نے کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف موقعوں پر تبلیغ کی ہے اور اب بھی کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ عورتوں کے لئے ایک قصہ کے پیرایہ میں سوال وجواب کے طور پر سارے مسائل آسان عبارت میں بیان کئے جاویں مگر مجھے اس قدر فرصت نہیں ہو سکتی۔ کوئی اور صاحب اگر لکھیں تو عورتوں کو فائدہ پہنچ جاوے"۔(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۵۸۴)

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت پر عمل کرنے کا ایک حد تک اس عاجز کو بھی موقع ملا ہے اور کثرت سے عورتوں کو میں موقع دیتا ہوں کہ وہ بے تکلفی سے جو سوال ان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ کیا کریں اور اس کے نتیجے میں ان کو مسائل سے واقفیت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ عورتوں کو موقع دیا کرتے تھے کہ بے تکلفی سے بات کیا کریں، بھری مجلس میں بھی وہ اپنی گھریلو بات کر دیا کرتی تھیں اور وہ ایسی بات تھی جس سے شریعت پر روشنی پڑتی ہو۔ پس شریعت کے معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی ان کو ناجائز شرم کی تلقین نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ دلیری سے وہ بات کیا کرتی تھیں۔ ہمارے زمانے میں بھی عورتوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس معاملہ میں شریعت کے معاملہ میں یہ طبعی جھجک اٹھا دی ہے اور جو پوچھنے والی بات ہو ضرور پوچھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشاء بھی پورا ہو رہا ہے کہ وہ پوچھیں اور ان کو جواب دئے جائیں۔

پھر دعوت الی اللہ کے جوش کا اظہار اس طرح بھی فرماتے ہیں "ہمارے اختیار میں ہو تو ہم

فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں"۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۹۱) ۔یہ جذبہ ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔پس اب تبلیغ کے جذبہ کے ساتھ گھر گھر پھریں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کریں۔ہر گھر تک پہنچیں اور یہ پیغام دیں کہ اللہ تعالیٰ نے آخرین میں جو نبی مبعوث فرمانا تھا وہ فرمادیا ہے،اب اس کی اطاعت کرو اور اس کے پیچھے لگو۔

پھر فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے چار صفات جو مقرر کی ہیں جو کہ سورۃ فاتحہ کے شروع میں ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ان چاروں سے کام لے کر تبلیغ کی ہے۔مثلاً پہلے رب العالمین ہے یعنی عام ربوبیت ہے تو آیت مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْن اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔پھر ایک جلوہ رحمانیت کا بھی ہے کہ آپ کے فیضان کا بدل نہیں ہے۔ایسا ہی دوسری صفات"۔(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۸۰)۔یہ جو تحریر ہے اس کو کھول کر سمجھانے کی ضرورت ہے۔چار صفات سے آنحضرت ﷺ نے کیسے کام کیا۔ربوبیت میں کسی کی تربیت کر کے اس کو اٹھا کر اونچا لے جانا ہے۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس کے مربی ہوئے ان سب کو ادنیٰ حالت سے اٹھا کر اوپر لے گئے اور ربوبیت سے پالنا بھی مراد ہے۔خدمت کرنا،جو کمزور ہیں ان کی پرورش کے سامان کرنا،ان کے رزق کا سامان کرنا،پس یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عمل سے ثابت ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو غور سے پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس ربوبیت کی صفت سے استفادہ کیسے کرنا چاہئے۔پھر رحمانیت ہے بن مانگے دینے والا۔بن مانگے دینے والا تو ضرورت کا خود ہی خیال کر لیتا ہے،کوئی مانگنے والا بھی نہیں ہوتا۔تو اس طرح جو **مبلغین ہیں ان کو چاہئے کہ وہ لوگوں کی ضرورتوں کا اندازہ لگا کر ان کی جستجو میں رہیں اور بن مانگے دینے کی عادت ڈالیں۔اس سے لوگوں کے دل بہت راضی ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ میں برکت ملتی ہے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر پر فرماتے ہیں ایسی ہی دوسری صفات یعنی خدا تعالیٰ کی جو سورۃ فاتحہ میں صفات ہیں ان میں بڑی کشش ہے۔ان کو اپنائیں۔

پھر فرماتے ہیں "اصل میں مومن کو بھی تبلیغ دین میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے۔جہاں نرمی کا موقعہ ہو وہاں سختی اور درشتی نہ کرے اور جہاں بجز سختی کرنے کے کام ہوتا نظر نہ آوے وہاں نرمی کرنا بھی گناہ ہے"۔ایک مصرعہ اس کے بعد لکھتے ہیں فارسی کا "گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی"۔اگر تم نے حفظ مراتب کا خیال نہ رکھا تو زندیق ہو جاؤ گے۔"دیکھو فرعون بظاہر کیسا سخت کافر انسان تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو یہی ہدایت ہوئی کہ قُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا" کہ فرعون سے اے موسیٰ اور اس کے بھائی تم دونوں نرم کلام کرنا۔"رسول اللہ ﷺ کے واسطے بھی قرآن شریف میں اسی قسم کا حکم ہے۔وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔مومنوں اور مسلمانوں کے واسطے نرمی اور شفقت کا حکم ہے"۔(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۲۶،۵۲۷)

یہاں بات تبلیغ کی ہو رہی ہے۔غیروں میں تبلیغ کرنے کا ذکر چل رہا ہے مگر "مومنوں اور مسلمانوں کے واسطے نرمی اور شفقت کا حکم ہے" بیچ میں آیا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مومنوں پر تو بے انتہا شفیق ہوتے تھے بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ یعنی خدا تعالیٰ کی صفات جو ہیں رؤف اور رحیم کی وہ آپ کے مومنوں سے سلوک میں تھیں لیکن غیروں کے لئے بھی آپ جھک جایا کرتے تھے،ان کے لئے آپ کا دل نرم ہوا کرتا تھا۔پس اس حوالے کو غلط سمجھتے ہوئے یہ نہ سمجھیں کہ صرف مومنوں سے حسن سلوک کرنا ہے آپ نے غیروں کے سامنے بھی جھکنا ہے۔

اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حوالہ یہ دیتے ہیں "آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ" کہ جہاں تک کفار اور منافقین کا تعلق ہے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ،ان سے سختی کر۔اب یہاں آیت کے ترجمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سختی کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا ہے "صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حفظ مراتب کا لحاظ رکھا ہے"۔ہاں آخر پر فرماتے ہیں "کفار میں سے بعض میں مادہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ ان کو سختی کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح بعض بیماریوں یا زخموں میں ایک حکیم حاذق کو چیرا پھاڑی اور عمل جراحی سے کام لینا پڑتا ہے"۔(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۲۶،۵۲۷)

اس سختی سے مراد یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی تبلیغ میں بعض دفعہ دشمن جب حد سے بڑھ جاتا تھا تو اس پر جراحی کا عمل کر کے دکھاتے تھے۔خصوصیت سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں عیسائیوں نے حد سے زیادہ گستاخیاں کیں تو آپ نے پھر ان پر یہ جراحی کا عمل کر کے دکھایا کہ جب یسوع کو تم رسول اللہ ﷺ سے افضل سمجھتے ہو اس کا اپنا یہ حال تھا اور اسکے اقرار کے مطابق وہ یہ تھا اور وہ تھا۔تو وہاں مسیح نہیں فرمایا بلکہ یسوع فرمایا ہے۔بائبل میں حضرت مسیح کا جو نام لیا گیا ہے جس سے وہ اپنی کمزوریوں اور اپنی نانی دادیوں کی کمزوریوں کا ذکر کرتے ہیں وہ یسوع کا ذکر ہے۔پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بائبل ہی کے حوالے سے ان کمزوریوں کو ظاہر کیا اور یہ سختی کا مقام ہے اس کو چیرا پھاڑی کہتے ہیں۔اس لئے کہ آپ کا دل نرم ہونے کے باوجود آپ بعض باتوں میں دشمن کو سمجھانا چاہتے تھے کہ دیکھو تم ہمارے محبوب رسول اللہ پر اس قسم کے ظلم نہ کرو،انہوں نے تم پر احسان کیا ہے۔وہ نہ ہوتے تو ہم تمہارے لوگوں کو کبھی بھی نہ مانتے،تمہارے بزرگوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے۔یہ خاتم النبیین ہی کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کے سب نبیوں کو ماننے پر مجبور کر دیا ہے اور اس احسان کا بدلہ تم اس ظلم سے دیتے ہو۔پس ان کی چیرا پھاڑی اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے تاکہ ایک دفعہ دل ان کا ہلے اور ان کو سمجھ آئے کہ دوسروں کو تکلیف دینے سے کیا نقصان پہنچتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی تعلق میں ایک واقعہ اپنا لکھتے ہیں "ایک شخص علیگڑھی غالباً تحصیلدار تھا۔میں نے اس کو کچھ نصیحت کی وہ مجھ سے ٹھٹھا کرنے لگا۔میں نے دل میں کہا میں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے کا۔آخر باتیں کرتے کرتے اس پر وہ وقت آ گیا کہ یا تو وہ مجھ سے تمسخر کر رہا تھا یا چیخیں مار مار کر رونے لگا"۔اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سوال وجواب کے دوران پہچان لیا اور اس کو سمجھ آ گیا کہ جو میں نے تمسخر پہلے کیا تھا اتنا ظلم کیا تھا اپنی جان پر۔پس "بعض اوقات سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شقی ہے"۔تو آپ کو تبلیغ میں بھی ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا جو بظاہر بدبخت اور شقی نظر آتے ہیں لیکن اگر حکمت سے آپ بات کرتے رہیں،نرمی سے بات کرتے رہیں تو بعض پتھروں سے بھی چشمے پھوٹ پڑتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔پس ان سخت دلوں سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں "یاد رکھو ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے"۔ہر تالے کے لئے ایک چابی ہے۔"بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔وہ مناسب طرز ہے"۔تمہاری بات میں جو چابی ہے وہ تمہارے دل کی نرمی اور بات کرنے کا طریقہ ہے۔"جس طرح دواؤں کی نسبت میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے برا کہنے کو برا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہوتے ہیں۔بہت باتیں سن بھی نہیں سکتے۔انہیں کسی موقعہ پر،کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنی چاہئے"۔

(ملفوظات جلد پنجم،جدید ایڈیشن صفحہ ۴۴۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں عوام،متوسط درجہ کے،امراء۔عوام ایک قسم کے،متوسط درجہ کے آدمی دوسری قسم اور امراء تیسری قسم۔"عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں۔ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے اس لئے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے"۔وہ اپنے مولویوں کی طرف جھکتے ہیں،اپنے بڑوں کی طرف جاتے ہیں،ان کو چھوڑ کر باتیں ان کو سمجھ آ جائیں یہ مشکل کام ہے۔فرمایا ان پر جتنا وقت لگاؤ کوئی حرج نہیں۔ان کو پیار اور محبت سے سمجھاتے رہو بالآخر وہ تمہارے ہو جائیں گے اور اپنے غلط راہنماؤں کو ترک کر دیں گے۔

"امراء کے لئے سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں اور ان کا تکبر اور تعلّی اور بھی سدّ راہ ہوتی ہے۔اس لئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنی مختصر مگر پورے مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو۔قَلَّ وَدَلَّ"۔تھوڑا ہو مگر بہت عمدہ دلالت کرنے والا ہو۔"مگر عوام کو تبلیغ کرنے کے لئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہئے۔رہے اوسط درجہ کے لوگ۔زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جائے"۔جو نہ عوام الناس سے تعلق رکھتے ہیں نہ امراء سے تعلق رکھتے ہیں۔"وہ بات کو سمجھ سکتے ہیں تعلیم یافتہ بھی اکثر متوسط درجہ کے لوگ ہیں" اور اگر تعلیم یافتہ نہ بھی ہوں تو اپنے معاشرے میں جو متوسط درجہ کے لوگ ہیں ان کے اندر بھی بات سمجھنے کی اور بات سننے کی عادت ہوتی ہے۔فرماتے ہیں "ان کے مزاج میں وہ تعلّی اور تکبر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے اس لئے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا"۔(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۱۶۱،۱۶۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شہزادہ محمد ابراہیم خان صاحب نے سوال

کیاکہ آپ بجائے اس کے کہ قادیان میں ہمیشہ قیام رکھیں دورہ کر کے پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں اگر پھر کر وعظ و تبلیغ کا کام کریں تو زیادہ مفید ہوگا۔ اب انہوں نے پتہ نہیں کیسے جرأت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بات سمجھانے کی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو برا نہ منایا بلکہ تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ایک زمانے میں سارے ہندوستان کا دورہ کرتے رہے ہیں اور پھر پھر کر لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں تو شہزادہ صاحب کو پتہ نہیں کیوں خیال نہیں آیا اس بات کا مگر بہر حال انہوں نے جب سوال کیا تو اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اصل بات یہ ہے کہ تبلیغ کے وسائل ہر زمانے میں مناسب وقت اور مناسب حال الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس زمانے کی آزادی اگرچہ عمدہ چیز ہے مگر ساتھ ہی اس میں بعض نقائص بھی ہیں۔ آپ نے جو طریق فرمایا ہے میں نے اس طریقِ تبلیغ کو بھی استعمال کیا ہے اور بعض مقامات میں اس غرض کے لئے سفر بھی کئے ہیں مگر اس میں تجربہ سے دیکھا ہے کہ اصل مقصد کما حقہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ دوران تقریر میں بعض لوگ بول اٹھتے ہیں۔ دو چار گالیاں بھی سنا دیتے ہیں اور شور و غوغا کر کے بد نظمی کا باعث ہو جاتے ہیں۔ اسی لاہور میں ایک دفعہ حالانکہ خود ہمارا اپنا مکان تھا اور پولیس وغیرہ کا بھی انتظام تھا مگر ایک شخص دوران تقریر میں عین بھری مجلس میں کھڑا ہوا اور منہ پر کھڑے ہو کر گالیاں سنائیں۔ میاں محمد خان صاحب مرحوم جو کہ ہمارے بڑے مخلص اور محبت کرنے والے تھے ان کو جوش آ گیا مگر ہم نے ان کو بند کر دیا کہ ہمارے اخلاق کے یہ امر برخلاف ہے کہ اسی قسم کا سختی کا پہلو اختیار کیا جاوے۔ غرض لاہور میں، امرتسر میں، دہلی میں، سیالکوٹ وغیرہ میں ہم نے اچھی طرح آزما لیا ہے کہ یہ نسخہ فتنہ سے خالی نہیں اور اس میں شر کا اندیشہ زیادہ ہے۔ چنانچہ امرتسر میں، ہمیں پتھر مارے گئے اور ایک پتھر ہمارے لڑکے کے بھی لگا۔ بعض دوستوں کو جوتیاں بھی لگیں۔ لَایُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ"۔ ایک سوراخ سے مومن دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا "پس آزمودہ نسخے کو ہم دوبارہ کیسے آزما سکتے ہیں"۔

پھر فرمایا "دوسرا بڑا نقص یہ ہے کہ زبانی گفتگو میں نقل کرنے والے جو ان کا دل چاہے کر لیں اور چاہیں تو رائی کا پہاڑ بنا لیں۔ قلم ان کے ہاتھ میں ہے پھر بعض شریر النفس لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ دو گھنٹے تک ان کو سمجھایا جاتا ہے مگر چونکہ ان زبانی تقریروں میں انسان کو سوچنے کا بہت کم موقع ملتا ہے اور زبانی تقریریں صرف آنی اور فوری ہوتی ہیں"۔ یعنی فوری طور پر ایک سوال ہوتا ہے اس کا جواب دینا پڑتا ہے اس فوری کیفیت کا اثر دیرپا نہیں ہوتا اس واسطے مجبوراً اس راہ سے اجتناب کرنا پڑا اور سلسلۂ تحریر میں میں نے اتمام حجت کے واسطے مفصل طور سے ستر بہتر کتابیں لکھی ہیں اور ان میں سے ہر ایک جداگانہ طور سے ایسی جامع ہے کہ اگر کوئی طالب حق اور طالب تحقیق ان کا غور سے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اس کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا ذخیرہ بہم نہ پہنچ جاوے۔

ہم نے اپنی عمر میں ایک بھاری ذخیرہ معلومات کا جمع کر دیا ہے اور جہاں تک ممکن تھا ان کی اشاعت بھی کی گئی ہے اور دوست اور دشمنوں نے ان کو پڑھا بھی ہے۔ زبانی تقریر کا عرصہ کم ہوتا ہے۔ انسان کو اس میں تدبیر کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا بلکہ بعض جوشیلی طبیعت کے آدمیوں کو سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا کیونکہ وہ تو اپنے خیالات کے خلاف سنتے ہی آگ ہو جاتے ہیں اور ان کے منہ میں جھاگ آنے لگ جاتا ہے برخلاف اس کے کتاب کو انسان ایک الگ حجرے میں لے کر بیٹھ جاوے تو تدبر کا بھی موقع ملتا ہے اور چونکہ اس وقت مدّمقابل کوئی نہیں ہوتا اس واسطے خالی الذہن ہو کر سوچنے کا اچھا موقع ملتا ہے۔ مگر بایں ہمہ ہم نے دوسرے پہلو کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا اور اس غرض کے واسطے مختلف شہروں میں گئے، تبلیغ کی۔ بعض مقامات میں تو ہمارا اینٹ پتھروں سے بھی مقابلہ کیا گیا ہے۔ ابھی آپ کے نزدیک تبلیغ نہیں کی گئی"۔ (ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۵۷۸، ۵۷۹)

تو حضرت شہزادہ صاحب تھے تو عاشق مگر بات ایسی کی تھی جس پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت میں رنج پیدا ہوا مگر بڑے پیار اور تحمل سے ان کو سمجھایا۔

اس ضمن میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ داعیین الی اللہ کے لئے بھی ہم نے بہت لٹریچر تیار کیا ہے اور حسب حالات جس جس ملک میں جس قسم کے اعتراضات احمدیت پر کئے جاتے ہیں ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ کیسٹس کے ذریعہ بھی ہم نے داعیین الی اللہ کی جھولی دفاعی ہتھیاروں سے بھر دی ہے۔ وہ جہاں جاتے ہیں کیسٹ سنا کر بھی ان سے کام لیتے ہیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کتابیں، لٹریچر وغیرہ تقسیم کر کے بھی وہ بڑی کثرت سے اس سے کام لے رہے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ کے جتنے رستے بتائے تھے ان سب پر ہم آج خدا کے فضل سے عمل پیرا ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے عظیم الشان نتیجے انشاء اللہ ظاہر ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دئے ہیں چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے"۔

اور جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہوائی جہاز بھی ایجاد ہو چکا تھا اور انسان نے اڑنا بھی سیکھ لیا تھا۔ پس صرف دخانی جہازوں کے ذریعہ نہیں بلکہ آپ کے زمانے ہی میں ہوائی جہاز کے ذریعہ بھی پیغام پہنچانے کا انتظام خدا تعالیٰ نے کر دیا تھا۔ پھر کیسٹس کا جہاں تک تعلق ہے اس کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرما دیا ہے ان معنوں میں کہ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں۔ فونوگراف بھی کیسٹ کی آغاز کی ایک ابتدائی شکل ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جتنی ایجادات ہوئی ہیں وہ ساری جماعت کے پاس اس وقت ہتھیاروں کی صورت میں، دفاعی ہتھیاروں کی صورت میں، روحانی ہتھیاروں کی صورت میں جمع ہیں۔ اور ایک بھی ایسی ایجاد نہیں جو ہمارے زمانے میں ہوئی ہو اور مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہوئی ہو۔

"فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء، غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت کی اغراض میں سے ایک تکمیل دین بھی تھی جس کے لئے فرمایا گیا تھا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ اب اس تکمیل میں دو خوبیاں تھیں۔ ایک تکمیل ہدایت اور دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت کا زمانہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پہلا زمانہ تھا اور تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ آپ کا دوسرا زمانہ ہے جبکہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (سورۃ الجمعہ) کا وقت آنے والا ہے اور وہ اب ہے یعنی میرا زمانہ، یعنی مسیح موعود کا زمانہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت کے زمانوں کو بھی اس طرح پر ملایا ہے اور یہ بھی عظیم الشان جمع ہے اور پھر یہ بھی وعدہ ہے کہ سارے ادیان کو جمع کیا جائے گا اور ایک دین کو غالب کیا جائے گا۔ یہ بھی مسیح موعودؑ کے وقت کی ایک جمع ہے کیونکہ لِیُظْھِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ مفسروں نے مان لیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ہی ہوگا"۔ (ملفوظات جلد دوم، جدید ایڈیشن صفحہ ۴۹، ۵۰)

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے واقفین کی تحریک کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کوئی بات بھی ایسی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود نہ کر دی ہو، ہم تو وہی چراغ لے کر آگے بڑھ رہے ہیں جو چراغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ہاتھوں میں تھمایا تھا۔ آپؑ اپنی اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں "ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں"۔ اب دیکھو کس کثرت سے واقفین پیدا ہوئے ہیں اور پھر وقفِ نو کے ذریعہ سے یہ سلسلہ اور بھی پھیل گیا ہے۔

"آنحضرت ﷺ کے صحابہ بھی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے"۔ اب افریقہ وغیرہ اور اسی طرح دور دراز ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی مبلغ جاتے ہیں تو یہ وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیشگوئی ہے جو اس رنگ میں پوری ہو رہی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں "یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہ (رضوان اللہ علیہم) میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا"۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خیال سو فیصد درست ہے کیونکہ ابھی بھی وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ کی قبریں ہیں جنہوں نے تبلیغ کے ذریعے چین کو پیغام پہنچایا تھا۔ اس لئے وہ لوگ جو تلوار کے جہاد کا الزام اسلام پر لگاتے ہیں کون سی تلوار لے کر گئے تھے وہ صحابہ جنہوں نے چین میں کروڑوں کو مسلمان بنا لیا۔ وہ یہی طریق تھا کہ انہوں نے پیار اور محبت سے، حکمت سے ان کو تبلیغ کی اور پھر انہوں نے آگے تبلیغ کی۔ ورنہ چند صحابہ کی طاقت میں نہیں تھا کہ کروڑوں کو پیغام پہنچا سکتے۔ انہوں نے بات سنی اور آگے پہنچائی، بات سنی اور آگے پہنچائی، جو حاضر تھا اس نے غائب تک بات پہنچائی اس طرح یہ سلسلہ پھیلتا چلا گیا۔

پھر فرماتے ہیں "اگر اس طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلد تبلیغ ہو سکتی ہے"۔ اب ۲۰، ۳۰ کی خواہش رکھنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے، خدا تعالیٰ

نے کتنا دیا۔ اب بیس کیوں، ہزاروں واقفین ہو گئے اور دور دراز کے سفر کر کے وہ وہاں پہنچتے اور تبلیغ کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ قناعت کی ضرورت ہے۔ "جب تک ایسے آدمی ہمارے منشاء کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم ان کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے"۔ (ملفوظات جلد پنجم، جدید ایڈیشن۔ صفحہ ۲۸۲)۔ اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریک کی متابعت، اس کی غلامی میں بڑے بڑے قناعت شعار احمدی مبلغین پہلے بھی پیدا ہوئے تھے، اب بھی ہوئے ہیں۔ انہوں نے سوکھی روٹی اور مرچوں سے گزارا کیا لیکن تبلیغ کی راہ میں کوئی روک نہیں آنے دی۔ بہت عظیم الشان خدمتیں کی گئی ہیں جس کا سارا افریقہ گواہ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ تبلیغ کا سلسلہ تو اب پھیلے گا ہی، روکا نہیں جا سکتا، ناممکن ہے۔ دشمن جو بھی دیوار کھڑی کرے گا احمدیت اس دیوار کو پھلانگتے ہوئے آگے نکل جائے گی اور انشاء اللہ دن بہ دن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قانع خدام کے ذریعہ، عاشقان دین کے ذریعہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں درختوں کے پتوں پر گزارہ کرتے ہوئے بھی اسلام کے پیغام کو آگے سے آگے بڑھاتے چلے جائیں گے۔ اللہ کرے کہ وہ دن جلد آئیں اور ہم اس سال دگنا ہونے کا نظارہ پھر دیکھ لیں کہ جہاں ایک کروڑ احمدی پچھلے سال عطا ہوئے تھے وہاں امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو کروڑ احمدی عطا ہوں۔ انشاء اللہ